والقرآن المجید) اور (اقتربت الساعۃ) میں سے کوئی پڑھنا چاہیے۔(ابن ماجہ ۱/۵۲۹ رقم ۱۲۸۱. ۱۲۸۲)

☆ سورج ایک نیزہ یا دو نیزہ برابر نکلنے پر نماز عید ادا کرنا چاہیے۔(بخاری ۲/۱۳۸ باب ۱۰)

☆ نماز عید کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیرات قراءت سے پہلے کہنی چاہیے۔ (ترمذی ۱/۲۱۶ رقم ۵۳۵. ۵۳۶)

☆ تکبیرات زائد کے ساتھ رفع الیدین عمومی احادیث، حضرت عمر اور حضرت ابن عمر سے ثابت ہے۔ (مسند احمد ۴/۳۱۶، ارواء الغلیل ۳/۱۱۳، سنن کبری باب رفع الیدین فی تکبیر العید حدیث ۶۱۸۹، زادالمعاد ۱/۴۴۳)

☆ نماز عید کے لیے نوجوان بچیاں، پردہ نشین خواتین، حیض والی عورتیں سب کو جانا چاہیے اور حیض والی خواتین دعا وخطبہ میں شریک ہوں اور نماز سے بچی رہیں۔(ترمذی ۱/۲۱۷ رقم ۵۳۹)

☆ نماز عید کے لیے جانے اور واپس آنے کا راستہ بدلنا چاہیے۔(ترمذی ۱/۲۱۸ رقم ۵۴۰. ۵۴۱)

☆ عید کے دن شرعی حدود میں رہ کر خوشیاں منا سکتے ہیں۔(ابن ماجہ ۱/۵۳۳ باب ۱۶۳)

☆ عید کے دن نماز کھڑی ہونے تک کثرت سے تکبیر کہتے رہنا چاہیے۔(فقہ السنۃ ۱/۳۲۳)

☆ صحابہ کرام جب عید کے دن ملاقات کرتے تو ایک دوسرے سے کہتے تھے (تقبل اللہ منا ومنک۔ (ڈاکٹر فضل الہی: مسائل عیدین ص ۴۷ وقال المؤلف حسنہ ابن حجر فی الفتح ۲/۴۴۶، المغنی ۳/۲۹۴)

☆ خطبہ عید ضرور سنیے، صحابہ کرام اپنی اپنی صفوں میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنتے تھے (بخاری، عیدین ح ۹۵)

☆ نماز عید ادا نہ کر سکنے والا حضرت انس کے عمل اور تابعی عکرمہ وعطاء کے اقوال کے مطابق دو رکعت ادا کرے۔ (مسائل عیدین ص۷۷ بحوالہ صحیح بخاری، عیدین، باب اذافاتہ العید یصلی رکعتین)

☆ عیدین میں ہر قسم کا روزہ رکھنا ممنوع ہے۔(بخاری، صوم، باب صوم یوم الفطر ح ۱۹۹۰، مسلم، صیام، باب النہی عن صوم یوم الفطر ویوم الأضحی حدیث ۱۳۸) امام نووی نے لکھا ہے کہ ان دونوں دنوں میں کسی قسم کے روزے رکھنے کے حرام ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔(شرح النووی ۷/۱۵) ☆☆☆☆☆

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکیمانہ قیادت اور ہدہد

خالد محمد الحرّ ....ترجمہ: حمید اللہ نوریؔ

ہم ایک بہت بڑے لشکر کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں، ایک ایسا لشکر جس میں انسان، جن، جانور، وحشی درندے اور پرندے سب شامل ہیں! یہ روئے زمین کے سب سے بڑے بادشاہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر ہے۔ جس نے اللہ تبارک وتعالی سے دعا کی ﴿ربِّ اغفِرلِي وَهَب لِي مُلكاً لا يَنبَغِي لأحَدٍ مِن بَعدِي...... ﴾ اللہ نے اس کی یہ دعا قبول فرمائی اور انہیں ایسی ایسی چیزیں مسخر (قابو میں) کر دیں، جو آپ سے پہلے کسی کے لئے مسخر تھیں نہ آپ کے بعد مسخر ہوئیں۔ آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی اور بادشاہ بن گئے اور یہ بنی اسرائیل کے لئے سنہرا دور ثابت ہوا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک اچھے قائد کی طرح انتہائی بارک بینی سے اپنے لشکر کی ہر چھوٹی بڑی چیز پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اچانک حضرت سلیمان علیہ السلام سخت غضبناک ہو جاتے ہیں، آپ کو پتہ چل گیا تھا کہ ''ہدہد'' غائب ہے، مختلف اصناف کے ہزاروں افراد پر مشتمل اتنے بڑے لشکر کے درمیان سے اتنے چھوٹے پرندے کی غیر حاضری آپ نے نوٹ فرمائی تھی۔

اس کے غائب ہونے کا احساس ہو گیا تھا...... کیونکہ آپ انتہائی زیرک وفطین قائد تھے، آپ کو معلوم تھا کہ لشکر کو کیسے منظم کیا جاتا ہے اور کیسے ان کی نگرانی کی جاتی ہے۔ ناراضگی کی وجہ اس پرندے کی بغیر اجازت غیر حاضری تھی، کسی بھی لشکر کی شکست قائد کی مخالفت کرنے یا اپنی مرضی سے چلنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سپاہی کو سخت ترین سزا دینے کا فیصلہ کیا، سزا قتل تک بھی ہو سکتی تھی، تا کہ دوسروں کے لئے سامان عبرت ہو اور باقی لشکر والے اپنے قائد کے احکامات کی پابندی کرتے ہوئے اپنی اپنی ڈیوٹی انجام دیں، الا یہ کہ غیر حاضر سپاہی کوئی معقول جواز پیش کر دے۔

تھوڑا ہی وقت گزرا تھا...... کہ ہدہد آ گیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے قریب بیٹھ کر کہا: ''مجھے کچھ ایسی معلومات حاصل ہو گئی ہیں جن کے بارے میں آپ نہیں جانتے۔ میں مملکت سبا سے انتہائی اہم خبر لائی ہوں۔'' ذرا غور کیجئے کہ یہ چھوٹا سا پرندہ کمزوری اور اہانت کے احساس کے بغیر دنیا کے عظیم ترین بادشاہ سے کیسے مخاطب ہے؟ یہی وہ روح قیادت ار صفت سیادت ہے جو ہر قائد کو اپنے رعایا کے ساتھ تعامل میں اپنانا چاہئے۔ اس کے اوپر واجب ہے کہ

اپنی رعایا کے دلوں میں محبت پیدا کریں، لیکن یہ محبت اہانت اور ذلت پر مشتمل نہیں ہونا چاہیے۔ ہدہد اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے: ''میں نے ایک عورت کو دیکھا جوان پر حکومت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے طاقت اور مملکت جیسی دو عظیم نعمتوں سے نوازا ہے، اس کے لئے بہت ساری چیزیں مسخر کی ہیں، اس نے ایک بہت شاندار کرسی بھی بنا رکھی ہے، اس پر جلوہ افروز ہوکر وہ احکامات جاری کرتی ہے، سونے جواہرات سے اس کرسی کی تزئین و آرائش کی گئی ہے اور یہ لوگ سورج کی عبادت کرتے ہیں، شیطان نے انہیں گمراہ کیا ہوا ہے، سورج کو سجدہ کرنا ان کے لئے انتہائی مزین کیا ہوا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کو انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔''

ٹھہریئے!......ذرا غور کیجئے!

وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بناء پر ہدہد بلاد شام سے یمن کی طرف سفر کرنے پر مجبور ہوگیا؟ مملکت سبا میں وہ کونسی خاص بات تھی جس کی وجہ سے ہدہد حضرت سلیمان کی اجازت کے بغیر وہاں نکل گیا؟ حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ اس کے اس اقدام کی سزا موت تک ہوسکتی ہے!...... وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بنا پر ہدہد پورے یقین اور وثوق کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام سے مملکت سبأ کے متعلق بتانے لگے؟!

ہدہد کو اتنا طویل سفر طے کرکے فلسطین سے یمن کی طرف لے جانے والے عوامل واسباب رضا کارانہ خدمت پیش کرنے کا جذبہ وتڑپ اور اپنے قد کاٹھ کے حساب سے کسی مناسب کارنامے کی انجام دہی تھی، کیونکہ اس کے خیال میں اتنے عظیم لشکر میں صرف ایک عام سپاہی کی حیثیت سے رہنا کافی نہیں تھا، خصوصاً ایک ایسے لشکر میں جو کہ جنوں، شیاطین، انسان اور وحشی جانوروں تک پر مشتمل ہو! ان ساری مخلوقات کے سامنے ہدہد کی کیا حیثیت!! کیونکہ اس کی طاقت اور قوت ان مخلوقات میں سے کسی ایک کی طاقت کا ایک فیصد بھی نہیں ہوتی، اس لیے اپنے طور سے کچھ ''کر گزرنے'' کی خواہش نے اس کو کسی ایسے مناسب کام کی تلاش پر مجبور کیا جو اس کے قد کاٹھ کے لحاظ سے مناسب ہو اور یہ کام مکمل طور پر وہ انجام بھی دے۔

اب ہم مملکت سبا کی خاص بات کی طرف آتے ہیں...... حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کو اپنے ہدف سے متعلق مکمل آگاہی حاصل تھی۔ بیشک اس کا ہدف دین الٰہی کی نشر واشاعت، اعلائے کلمۃ اللہ اور مشرکین کا قلع قمع کرنا تھا۔ واضح ہدف کا تعین ہونے سے فوجیوں کو آسان ہوگیا تھا کہ اپنے لیے کوئی مناسب کام تلاش کرلیں۔ مثال کے

طور پر جنات اسلحہ سازی کے علاوہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ لڑائی میں کام آنے والی دوسری چیزیں تیار کرتے، جبکہ انسان طاقت کے ذریعے دشمن کو زیر کرنے میں لگ جاتے۔ ایسے میں ہدہد نے سوچا کہ اس کے لیے مناسب کردار اللہ کے دشمنوں کو تلاش کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اطلاع دینا ہے۔

نصب العین کی وضاحت بھی ہدہد کے لیے اطمینان سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ بات کرنے کا سبب بنی۔ کیونکہ اسے بخوبی علم تھا کہ جو کام اس نے کیا ہے، حضرت سلیمان کو اپنا ہدف حاصل کرنے میں انتہائی معاون و مددگار ثابت ہوگا، اس لیے وہ اس کو کوئی سزا بھی نہیں دے گا۔

آیئے ہم دوبارہ ہمارے پیارے نبی سلیمان علیہ السلام کی طرف لوٹتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا کیا؟...... حضرت سلیمان علیہ السلام جس حکمت و دانائی میں معروف تھے اسی حکمت کے ساتھ اس معاملے کو آگے بڑھاتے ہیں، یہ ایک ایسے قائد کی حکمت تھی جس کی بناء پر وہ ایک ایسی بادشاہت کا حقدار ٹھہرا، اللہ تعالی نے ایسی سلطنت عطا کی جو اس سے پہلے کسی کو دی تھی اور نہ اس کے بعد کسی کو دیں گے۔

حضرت سلیمان نے لشکر کی تیاری میں جلدی بازی نہیں کی، حالانکہ وہ جانتے تھے کہ سبا کی حکومت کا تختہ پلک جھپکنے میں الٹ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ پہلے اس خبر کی تحقیق کرنا چاہتے تھے، جسے یہ ننھا فوجی لے کر آیا تھا، آپ نے ایک خط لکھا اور ہدہد کو حکم دیا کہ سبا تک پہنچا دے۔ اس کے بعد جو واقعہ پیش آئے بتا دینا۔

حکیمانہ اقدام اسی طرح جاری رہتا ہے اور امن و مصالحت کے ساتھ ملکہ سبا کے اسلام قبول کرنے پر منتج ہوتا ہے، اس کے ساتھ اس کی قوم بھی مسلمان ہو جاتی ہے۔

یہاں پر میں چند نکات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں، ان میں سے کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور کچھ ہدہد کے ساتھ۔

وہ امور جن کا تعلق حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہے:

ا۔ حضرت سلیمان کو اپنے لشکر کی تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے متعلق علم تھا، ان کو انتہائی باریک بینی سے ترتیب اور تقسیم کیا گیا تھا۔ اس کی وضاحت اس بات سے ہوتی ہے کہ حضرت سلیمان کو ہدہد کے غائب ہو جانے کا علم ہو گیا۔ حالانکہ اس عظیم لشکر میں ہدہد جیسے چھوٹے سے پرندے کی کوئی نمایاں حیثیت نہیں تھی۔